شخصیت

حضرت مولانا عبدالجلیلؒ کی حیات پر ایک نظر

قاری محمد شاہ نقشبندی، مانسہرہ

حضرت مولانا عبدالجلیل سابقہ ریاست امب وتنول جواب ضلع مانسہرہ میں شامل ہے کے مشہور علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے دادا حافظ حسین علی نواب امب اکرم خان کے امام اوران کے اہل وعیال کو قرآن مجید پڑھانے پر مامور تھے۔ آپ کے والد مولانا عبدالرحیم نواب صاحب کے مقربین میں سے تھے، ان کی خدمات کے صلے میں انکو کھماڑی علاقہ لساں نواب صاحب میں ایک وسیع قطعہ زمین دیا گیا تھا جس میں یہ خاندان آباد ہے۔

ولادت باسعادت:

مولانا عبدالجلیل کی والدہ ریاست کے قاضی القضاۃ قاضی عبداللہ کی بیٹی تھیں۔ مولانا عبدالجلیل ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے، آپ نے دینی تعلیم ہری پور، لاہوراور دورہ حدیث ۱۹۴۸ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ دیوبندی اور علامہ انور شاہ صاحبؒ کے شاگرد رشید مولانا سلطان محمودؒ سے کٹھیانہ ضلع گجرات میں پڑھا تھا۔ مولانا سلطان محمودؒ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی سند حدیث موجود ہے۔

مولانا عبدالجلیل اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت مولانا سلطان محمودؒ خود ہی تمام کتب حدیث پڑھاتے، جب دورہ شریف ختم ہوا تو ہمیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے طرز پر ترجمہ وتفسیر قرآن کا دورہ بھی پڑھایا گیا۔''

خدمات دینیہ:

فراغت کے بعد مولانا کا تقرر دینیات کے استاد کی حیثیت سے علاقہ پڑھنہ میں ہوگیا، ابھی تنول اور ریاست امب نواب صاحب کے زیر تسلط تھی، بعد میں اس کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہوگیا۔ ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ اسی علاقہ پڑھنہ کے نوابزادہ غلام حیدر خان کی دعوت پر آپ جہنگی نامی گاؤں میں امامت وتدریس قرآن پر مقرر کر دیے گئے، اس زمانہ میں غلام حیدر خان کا قیام بھی جہنگی میں تھا، نواب زادہ غلام حیدر خان اور گاؤں کے لوگوں کو آپ سے

عقیدت ہوگئی تھی۔ آپ نے یہاں بھرپور طریقے سے امامت اور تدریس کے فرائض بجالائے، آپ عمر بھر قرآن مجید کی تدریس، ترجمہ تفسیر اور عمومی بیانات سے عوام کے عقائد، اعمال اور معاملات میں رہبری کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اس کے ساتھ جامع مسجد چھنگی میں بیرونی طلباء کو بھی پڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل، تقویٰ، اخلاص، اخلاق حسنہ کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا، جس سے پورے علاقہ نے بھرپور فائدہ اٹھایا، مولانا سید اسرار الحق شاہ اور راقم الحروف قاری محمد شاہ کی دینی تعلیم وتربیت بھی آپ ہی کے مرہون منت ہے۔

ریاست امب دربند میں قادیانیوں کا داخلہ بند کردیا:

مرزا قادیانی کے کچھ چیلے ریاست امب دربند میں اپنے قدم جمانا چاہتے تھے، آپ کے بزرگوں اور قاضی محمد اسحاق کی مشترکہ کوششوں سے مرزائیوں کو ریاست بدر کردیا گیا، اس کی تفصیل خود قاضی محمد اسحاق کے قلم سے لکھی ہوئی موجود ہے، جسے استاذ محترم مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے احتساب قادیانیت جلد ۳۶ میں شامل فرما کر محفوظ کردیا ہے۔ مولانا عبدالجلیل ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت میں فعال رہے۔ ۱۹۸۴ء میں تنول میں مجلس تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی، جس کے امیر آپ کے شاگرد مولانا اسرار الحق شاہ مقرر ہوئے تو آپ کو جماعت کا سرپرست بنایا گیا۔

''لولاک'' کے اس دور کے شمارے اس کے گواہ ہیں، راولپنڈی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے آپ بھی جلوس لے کر مانسہرہ پہنچے، صدر ضیاء الحق نے کانفرنس سے پہلے ہی مطالبات منظور کرلیے، اس لیے راولپنڈی نہ جاسکے۔

مولانا عبدالجلیل کے چھوٹے بھائی محمد یوسف تنولی اس دور میں تنول کی سیٹ پر ایم۔ پی۔ اے منتخب ہوئے تھے، راقم الحروف نے ان سے کہا تھا کہ آپ سرحد اسمبلی میں سے صدر ضیاء الحق کے آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کی قرارداد منظور کرادیں۔ چنانچہ آپ کی کوشش سے یہ قرارداد منظور ہوئی۔

سوہکال تنول کے تین نامور عالم:

لساں نواب صاحب کے علاقہ میں سوہکال ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، اس میں تین بڑے نامور علمائے دین پیدا ہوئے ہیں۔

۱۔ خطیب ہزارہ مولانا محمد اسحاق صاحب ایبٹ آباد ۲۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد منڈیاں میزائل چوک ایبٹ آباد۔ ۳۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ مہتمم امداد العلوم ایبٹ آباد۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند حضرت مفتی محمد حسن امرتسری بانی جامعہ اشرفیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

آپ ریاست انب، دربند، وتنول کے قاضی القضاۃ بھی رہے ہیں۔آپ مولانا عبدالجلیل کے بہنوئی تھے۔ایک زمانہ میں مدرسہ امداد العلوم لوئر ملکپورہ تعلیم وتربیت کے لحاظ سے بڑا معیاری مدرسہ تھا، اس میں اکابر علماء کی آمد و رفت رہتی تھی۔حضرت مولانا عبیداللہ اشرفیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ پسران حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ اکثر ایبٹ آباد تشریف لاتے تو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ کو شرف میزبانی بخشتے تھے۔

مولانا خیر محمدؒ جالندھری کی کرامت:

مولانا عبدالجلیل کے چھوٹے بھائی قاضی محمد اسماعیل جو حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق بھی رکھتے ہیں، بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ ایبٹ آباد امداد العلوم میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ کو شدید قسم کا درد گردہ شروع ہو گیا، وہاں قریبی کلینک ڈاکٹر سید احمد قادیانی کا تھا، درد کی شدت کی وجہ سے ڈاکٹر سید احمد سے رابطہ کیا، کہ باہر گاڑی میں مریض ہے آپ چیک لیں۔ڈاکٹر سید احمد کو حضرت مولانا خیر محمد جالندھری جانتے پہچانتے نہیں تھے، اور نہ ہی آپ نے کبھی اس کو دیکھا تھا۔

اس نے آپ کے جسم مبارک کے ساتھ نبض چیک کرنے کے لیے ہاتھ لگایا، تو مولانا خیر محمد صاحبؒ کانپ گئے اور اونچی آواز سے فرمایا کہ مجھے قادیانی ڈاکٹر کے پاس کیوں لائے ہو؟ غصہ فرمایا اور خدام اسی وقت آپ کو لے کر سی، ایم، ایچ پہنچے۔حضرت جالندھریؒ کی روحانیت اس قدر عروج پر تھی کہ قادیانی کا اپنے بازو کے ساتھ ہاتھ لگانا بھی گوارہ نہ تھا۔(سبحان اللہ)

وفات:......مولانا عبدالجلیل صاحب ۲۷ اپریل ۲۰۱۷ء کو ظہر کے وقت وفات پاگئے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) اور بروز جمعۃ المبارک دن دس بجے آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جو آپ کے نواسے مفتی فیصل شمس نے پڑھائی۔آپ کی وفات کی خبر سن کر دور دراز سے لوگ جنازہ میں شرکت کی غرض سے آئے، علاقہ پڑھنہ کا بہت بڑا جنازہ تھا، جس میں علماء کرام مشائخ عظام، ممبران اسمبلی اور ہر طبقہ کے لوگ جوق در جوق شریک ہوئے۔راقم الحروف قاری محمد شاہ نقشبندی نے اس موقع پر آپ کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالی، اور خاندان کے افراد سے تعزیت مسنونہ کی۔آپ نے طویل عمر پائی، تقریباً ایک صدی کے برابر آپ کی عمر مبارک ہوئی ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین